سوانح عمری

وحید عصر فرید دہر حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ تعالےٰ

مؤلفہ

صاحب فضل و کمال مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی

حسب الارشاد

حضرت مولانا مولوی حافظ محمد عبد الاحد صاحب سلمہ الصمد بماہ ذیقعد سنہ ۱۳۱۱ھ

مطبع مجتبائی دہلی میں ۱۸۹۴ع طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی تیری قدرت کا ظہور ہے کہ یہہ تماشے دکھلاتا ہے۔ پھر انکو پردۂ اختفا مین چھپاتا ہی گیا کیا آفتاب طلوع ہوئے اور چمک دمک دکھلا کر پھر غروب ہو گئے۔ سب صفت و ثنا تیری ہی ہے جسکی تعریف ہے۔ اور سب وصف و کمال تیرا ہی ہے جس کسی کی توصیف ہی تو ہر عیب سے پاک و بری اور سب تیرے قبضہ مین خشکی ہو یا تری۔ آسمان ایک بلبلہ ہی اور زمین ایک مشت خاک۔ اور تو سب مین جلوہ گر اور سب سے برتر اور پاک۔ کس زبان سے تیری ثنا ہو سکے جب فخر الاولین والآخرین سید المرسلین رحمۃ للعالمین حضرت سیدنا محمد رسول اللہ فرماتے ہون لَا اُحْصِی ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ لاکھون بلکہ لا انتہا رحمت و سلام و صلوۃ نثار روح پاک اور تمام آل و اصحاب پر بلکہ تمام ارواح طیبین و طاہرین علما۔ و زہاد و فقرا۔ و عباد پر۔ آمین

بعد حمد و صلوۃ بندۂ احقر ذرۂ کمتر **محمد یعقوب** نانوتوی ابن مقدام العلما جناب مولوی **مملوک العلی** مرحوم نانوتوی عرض رسان خدمت احباب ہے کہ آپ صاحبون

نے احقر سے فرمایا تھا کہ جو کچھہ حال و سوانح عمری حضرت مخدوم مکرم جناب مولوی
محمد قاسم صاحب مرحوم کے یاد آئین ۔ مناسب ہی کہ بذیل تحریر جمع ہو جائین ۔ تاہمارے
اور آیندہ لوگون کے لئے یادگار رہے آپ لوگون کے امر کی اجابت واجب سمجھکر باوجود
قلت فرصت ۔ مختصر مختصر جو جو یاد آتا ہی لکھتا ہون مولانا احقر سے چند ماہ بڑے تھے
انکی پیدایش شعبان یا رمضان سنہ بارہ سو اڑتالیس ہے اور نام تاریخی خورشید حسین اور
بندہ کی پیدایش صفر کی تیرہوین سنہ بارہ انچاس ہی ۔ اور نام تاریخی منظور احمد اور حقیر کے
اور مولویصاحب کے (علاوہ قرب نسب) بہت سے روابط اتحاد تھے ایک مکتب مین پڑہا
ایک وطن ایک نسب ہمزلف ہوئے ایک استاد سے ایک وقت مین علم حاصل کیا اور بعضی
کتابین مین نے مولانا سے پڑہین ایک پیر کے مرید ہوئے ہمسفر و سفر حج کے رہے
اور ایک زمانہ دراز تک ساتھ رہے مگر اونکے کمالات کا اثر ہمارے قصور استعداد سے
ہم مین ظاہر نہوا مولویصاحب کے والد شیخ اسد علیصاحب ہر چند جناب والد مرحوم کے
ساتھ دہلی گئے تھے اور شاہنامہ وغیرہ کتابین پڑہی تھین اور اپنے پڑہنے کے زمانے
کی (ہمارے سامنے) حکایتین بیان فرمایا کرتے تھے مگر حال ایسا تھا کہ گویا علم سے
کچھہ مناسبت ہی نہین رکھتے ۔ تمام عمر کھیتی کی اور ویسے ہی عادات اور ڈھنگ ہوتے
قصبات کے سے تھے مگر نہایت ہی صاحب مروت و اخلاق ۔ کنبہ پرور ۔ مہمان نواز ۔
نمازی ۔ پرہیز گار ۔ تھے اونکے والد شیخ غلام شاہ تھے احقر نے انکی بھی زیارت کی تھی
تھوڑے بڑھے ہوئے تھے مگر ذاکر شاغل تھے درویشون کی خدمت کرتے ۔ تعبیر خواب
مین مشہور تھے جناب مولویصاحب نے ایام طفلی مین یہ خواب دیکھا تھا کہ گویا مین اللہ
جل شانہ کی گود مین بیٹھا ہوا ہون انکے دادا نے یہہ تعبیر فرمائی کہ تمکو اللہ تعالے علم

عطا فرماویگا اور بہت بڑے عالم ہوگئے اور نہایت شہرت ہوگی یہہ تعبیر اونکی نہایت درست ہوئی۔ اور میری بہن نے خواب مین دیکھا کہ ایک ترازو چھوٹی (جیسے لڑکے کھیلا کرتے ہین) آسمان سے گری ہے اور اوسپر ابابیل جانور سیاہ رنگ کے بہت لپٹے ہوئے ہین اگر جھڑاتے ہین تو چھوٹتے نہین۔ سنکر یون فرمایا کہ قحط ہوگا چنانچہ وہ قحط جسمین بازیان بک گئین واقع ہوا غالباً پانچا کال اوسکو کہتے تھے میرا نسب اور مولانا کا شیخ غلام شاہ کے پردادا مین ملتا ہے اسطرح محمد قاسم بن اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بخش بن علاء الدین بن محمد فتح بن محمد مفتی بن عبد السمیع بن مولوی محمد ہاشم اور محمد یعقوب بن مملوک العلی بن احمد علی بن غلام شرف بن عبد اللہ بن محمد فتح بن محمد مفتی بن عبد السمیع بن مولوی محمد ہاشم اور میان شیخ محمد بخش کے بھائی شیخ خواجہ بخش میرے والد اور شیخ کرامت حسین دیوبندی کے نانا ہوتے تھے جوانی مین دکن گئے وہان نکاح کیا تھا وہان ایک بیٹا مولوی محمد ہاشم نام تھا یہان اولاد نہ تھی اس سبب سے میرے والد کے نانا بخشی چچا ہوتے ہین اور اور انواع رشتے جیسے برادری مین ہوا کرتے ہین باہم مربوط ہین مولویصاحب کے نانا مولوی وجیہ الدین صاحب نانوتوی فارسی بہت عمدہ جانتے تھے اردو کے شاعر تھے اور کچھ کچھ عربی سے بھی آگاہ تھے بڑے تجربہ کار اور پرانے آدمی ہنگام آمدنی حکومت انگریزی سہارنپور مین وکیل ہوئے اور نہایت عزت و احترام اور تمول سے گذران کی نہایت طباع اور خوش فہم تھے اور چند پشت اوپر مولوی محمد ہاشم صاحب مرحوم مین ہمارے نسب جا ملتے ہین اور آگے نسب حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم مین جا پہونچتا ہے یہ مولوی محمد ہاشم زمانِ شاہجہان مین مقرب بادشاہی ہوئے اور نانوتہ مین مکان بنائے اور چند دیہات جاگیر تھے جو تبدل حکومات کے سبب اونکی اولاد کے پاس نرہے مولویصاحب

کے اور کوئی بھائی نتھا ایک بہن دیوبند مین اب زندہ موجود ہین اور اونکے والد اور دادا صاحب
کے بھی کوئی بھائی نتھا بھائی پیدا ہوئے مگر لڑکپن مین مر گئے اور چچا جوانی مین مرگئے اور دادا
کے بھائی تھے وہ کسی لڑائی مین جوان عمر شہید ہوئے اور اوپر جو بھائی تھے اونکے اولاد
پسری یہان کوئی نہین رہی دکن مین اونکے اولاد ہوئی بقاعدہ معروف وہ بھی گویا ایک ہی
تھے غرضکہ چار پشت تک مولانا متفرد ہوئے جناب مولوی صاحب لڑکپن سے۔ ذہین۔
طباع۔ بلند ہمت۔ تیز۔ وسیع حوصلہ۔ جفاکش۔ جری۔ چست وچالاک تھے۔ مکتب مین اپنے
سب ساتھیون سے ہمیشہ اول رہتے تھے۔ قرآن شریف بہت جلد ختم کرلیا خط او سوقت
سے اچھا تھا۔ نظم کا شوق اور حوصلہ تھا اپنے کھیل اور بعض قصے نظم فرماتے اور لکھ لیتے
چھوٹے چھوٹے رسالے اکثر نقل کئے جناب مخدوم العالم حاجی امداد اللہ صاحب سے جو ربط
نسب کا تھا حضرت مخدوم کی ناہنال ہمارے خاندان مین تھے اور بہن اونکی یہان بیاہی
تھی اکثر نانوتہ تشریف لاتے تھے اونکی خدمت مین حاضر ہوتے اور نہایت محبت و اخلاص
فرماتے جزو بندی کتاب کی حضرت سے ہم دونون نے سیکھی اور اپنی لکھی ہوئی کتابون
کی جلدین باندہین۔ ہمارے وطن مین ایک قضیہ پیش آیا شیخ تفضل حسین شیعہ مذہب ہوگئے
تھے اور ہماری جائداد کے شریک تھے اُنسے اور مولویصاحب کے دادا شیخ غلام شاہ سے
فساد ہوا اور شیخ تفضل حسین مولویصاحب کے ماموں میان فصیح الدین کے ہاتھ سے
زخمی ہوکر مرگئے ہر چند کہ اوس مقدمہ مین خیریت رہی اور حاکم کیطرف سے کسیکو
کچھ سزا نہوئی مگر بنائے مخاصمت کچھ پہلے سے تھی اب زیادہ ہوگئی تب یہ خوف ہوا کہ
مبادا کوئی صدمہ مخالفون کے ہاتھ سے اُنکو پہونچے اس لئے دیوبند بھیجدیا یہان مولوی
مہتاب علیصاحب کا مکتب تھا شیخ کرامت حسین مرحوم کے گھر پر شیخ نہال احمد پڑھتے تھی

مولویصاحب تمام فضایل حمیدہ سے متصف تھے

مولوی صاحب کو اونہون نے عربی شروع کرائی پھر سہارنپور اپنے نانا کے
پاس رہے وہان مولوی محمد نواز صاحب سہارنپوری سے کچھہ پڑہا۔ فارسی اور
عربی کی کتابین اول کی کچھہ حاصل کین اُس زمانہ مین احقر کے والد مرحوم حج کو تشریف
لے گئے احقر ایک برس کامل وطن رہا حفظ قرآن شریف پورا ہوگیا تھا مگر صاف نہ تھا
صاف کرتا تھا مولوی صاحب سہارنپور سے وطن آئے اور اُنکے نانا کا انتقال
(اُس سال کے وبائی بخار مین) معہ بہت سے لوگون کے ہوگیا تھا اُس زمانہ مین
مولوی صاحب کا ساتھہ رہا مولوی صاحب جیسے پڑہنے مین سب سے بڑہکر رہتے تھے
ہر کھیل مین خواہ ہوشیاری کا ہو یا محنت کا سب سے اول اور غالب رہتے تھے۔ خوب یاد ہی
کہ اُس زمانہ مین ایک کھیل جوڑ توڑ نام ہم کھیلتے تھے اور بہت پرانے مشاق لوگ اوسکو
عمدہ کھیلتے تھے اور ہم نئے کھیلنے والے مات کھاجاتے تھے مولوی صاحب نے
جب اُسکا قاعدہ معلوم کرلیا پھر یاد نہین کسی سے مات کھایا ہو بہت ہوا تو برابر رہے بلکہ
ہر کھیل جو مرتبہ کمال ہوتا تھا وہان تک اوسکو پہونچا کر چھوڑتے دروازہ مکان کا ایک
دراز کوچہ تھا اور وحشت ناک جگھہ تھی اور وہان آسیب بھی مشہور تھا مگر راتون کو بہت بہت
دیر سے بے تکلف گھر جاتے اور کچھہ خوف نکرتے جب والد مرحوم حج سے تشریف لائے
اور وطن آئے تب مولوی صاحب سے کہا کہ مین تمکو ساتھہ لیجاؤنگا بعد اجازت والدہ کے
دہلی روانہ ہوئے ذی الحجہ سنہ اونسٹھہ کے آخر مین وطن سے چلے اور دوسری
محرم سنہ ساٹھہ کو دہلی پہونچے چوتھی کو سبق شروع ہوے مولوی صاحب نے
کافیہ شروع کیا اور احقر نے میزان اور گلستان والد مرحوم نے میرے ابواب کا سننا
اور تعلیلات کا پوچھنا اُنکے سپرد کیا تھا اور ہر جمعہ کی رات کو کہ چھٹی ہوتی تھی صیغون

اور ترکیبون کا پوچھنا معمول تھا - یاد ہے کہ مولوی صاحب سب مین عمدہ رہتے تھے
اوسی زمانہ مین ہمارے مکان سے قریب مولوی نوازش علیصاحب کی مسجد مین طالبعلمونکا
مجمع تھا اون سے پوچھہ پاچھہ بحث شروع ہوئی مولوی صاحب کی جب باری آئی
سب پر غالب آتے اور جب گفتگو ہوتی اُس مین مولویصاحب کو غلبہ ہوتا بلکہ ہم مین سے
جو کوئی مغلوب معلوم ہوتا مولوی سے مدد چاہتا یا مولوی صاحب خود اوسکو مدد دیتے
پھر تو مولوی صاحب ایسا چلے کہ کسیکو ساتھ ہونیکی گنجایش نرہی - یہ معقول کی
مشکل کتابین - میر زاہد - قاضی - صدرا - شمس بازغہ ایسا پڑہا کرتے تھے جیسے حافظ منزل
سناتا ہی کہین کہین کوئی لفظ فرماتے جاتے اور ترجمہ تک نکرتے والد مرحوم کے
بعض شاگردون نے کہا بھی کہ حضرت یہ تو کچھہ سمجھتے نہین معلوم ہوتے جناب والد مرحوم
نے فرمایا کہ میرے سامنے طالب علم بے سمجھے چل نہین سکتا اور واقعی اُنکے سامنے
بے سمجھے چلنا مشکل تھا وہ طرز عبارت سے سمجھہ لیتے تھے کہ یہ مطلب سمجھا ہوا ہے
یا نہین اور یہی حال جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سلمہ اللہ تعالے کا تہا -
مولوی صاحب سے اُسی زمانہ سے دوستی اور ہم سبقی رہی آخر حدیث جناب شاہ
عبد الغنی صاحب مرحوم کی خدمت مین پڑہی اور اوسی زمانہ مین دونون صاحبون نے
جناب قبلہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب دام ظلہ سے بیعت کی اور سلوک شروع کیا
والد مرحوم نے مولویصاحب کو مدرسہ عربی سرکاری مین داخل کیا اور مدرس ریاضی
کو فرمایا کہ انکے حال سے معترض نہوجیو مین انکو پڑہا لونگا اور فرمایا کہ تم اقلیدس خود
دیکھہ لو اور قواعد حساب کی مشق کرلو چندروز مین چرچا ہوا کہ مولویصاحب سب معمولی
مقالے دیکھہ چکے اور حساب پورا کرلیا اور بسکہ یہہ واقعہ نہایت تعجب انگیز تہا طلبہ نے

مولویصاحب کا سب طلبہ پر غالب ہونا

معقول کی مشکل کتابونکی بخوبی سمجھہ کر سمجھا دینا

مولویصاحب کا حدیث شاہ عبد الغنی صاحب سے پڑھنا

مولویصاحب کا اقلیدس خود دیکھنا ۱۲

پوچھ پاچھ شروع کی یہ کب عاری تھے ہر بات کا جواب باصواب تھا آخر منشی ذکاء اللہ
چند سوال نئے کسی ماسٹر کے بھیجے ہوئے لائے اور وہ نہایت مشکل سوال تھے اُنکے حل
کر لینے پر مولانا کی نہایت شہرت ہوئی اور حساب مین کچھ ایسا ہی حال تھا جب امتحان سالانہ
کے دن ہوئے مولوی صاحب امتحان مین شریک نہوئے اور مدرسہ چھوڑ دیا سب
اہل مدرسہ کو علی الخصوص ہیڈ صاحب کو کہ اُسوقت مین مدرس اول انگریزی تھے نہایت
افسوس ہوا پھر مولویصاحب نے مطبع احمدی مین تصحیح کتب کی کچھ مزدوری کر لی اور کتابین
معمولی تمام کر چکے تھے حدیث حضرت شاہ عبد الغنی صاحب کی خدمت مین پوری کی
اس عرصہ مین والد مرحوم کا گیارہوین ذی الحجہ ۱۲۶۷ھ کو بمرض یرقان قبل السابع انتقال ہو گیا
ایام مرض والد مرحوم کے ممتد نہ تھے گیارہ روز کل مرض رہا مگر چار پانچ روز بہت غفلت
اور کرب رہا لخلخہ سونگھایا اور پنکھا کرنا ہر وقت تھا ہم سو جاتے تھے اور مولویصاحب
برابر بیٹھے رہتے تھے بعد انتقال مولانا والد مرحوم کے احقر اپنے مکان مملوک مین جو
چیلون کے کوچہ مین تھا جا رہا۔ مولویصاحب بھی میرے پاس آ رہے کوٹھے پر
ایک جھلنگا پڑا ہوا تھا اوس پر پڑے رہتے تھے روٹی کبھی پکوا لیتے تھے اور کئی کئی
وقت تک اُسیکو کھا لیتے تھے میرے پاس آدمی روٹی پکانے والا نوکر تھا اُسکو
یہہ کہہ رکھا تھا کہ جب مولویصاحب کھانا کھاوین سالن دیدیا کرو مگر بدقت کبھی اُسکے اصرار
پر لیلیتے تھے ورنہ وہی روکھا سوکھا ٹکڑا چبا کر پڑ رہتے تھے ایک سال کے قریب (بعد
انتقال والد مرحوم) احقر دہلی رہا پھر اجمیر کی نوکری کے سبب دہلی چھوٹی اور مولویصاحب
سے جدائی پیش آئی۔ مولویصاحب چند روز اوسی مکان مین تنہا رہے پھر چھاپہ خانہ مین
جا رہے پھر دار البقا مین چند روز رہے اس زمانہ مین جناب مولویصاحب مولوی احمد علیصاحب

سہارنپوری نے تحشیہ اور تصحیح بخاری شریف کی کہ پانچ چھہ سیپارہ آخر کے باقی تھے مولوی صاحب کے سپرد کیا مولوی صاحب نے اوسکو ایسا لکھا ہے کہ اب دیکھنے والے دیکھین کہ اوس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے اُس زمانہ مین بعض لوگون نے کہ مولویصاحب کے کمال سے آگاہ نہ تھے جناب مولوی احمد علیصاحب کو بطور اعتراض کہا تہا کہ آپ نے یہہ کیا کام کیا کہ آخر کتاب کو ایک نئے آدمی کے سپرد کیا اُسپر مولوی احمد علیصاحب نے فرمایا تہا کہ مین ایسا نادان نہین ہون کہ بدون سمجھے بوجھے ایسا کرون اور پھر مولوی صاحب کا تحشیہ اونکو دکھلایا جب لوگون نے جانا اور وہ جگہہ بخاری مین سب جگہہ سے مشکل ہے علی الخصوص تائید مذہب حنفیہ کا جو اول سے التزام ہے اور اُس جگہہ پر امام بخاری نے اعتراض مذہب حنفیہ پر کئے ہین اور اونکے جواب لکھنے معلوم ہے کہ کتنے مشکل ہین اب جسکا جی چاہے اُس جگہہ کو دیکھہ لے اور سمجھہ لے کہ کیسا حاشیہ لکہا ہے اور اُس حاشیہ مین یہ بھی التزام تہا کہ کوئی بات بے سند کتاب کے محض اپنے فہم سے نہ لکھی جائے اسوقت کی اکثر حکایات سنی سنائی عرض کرتا ہون کیونکہ پانچ برس تک پھر ملاقات مولویصاحب سے نہین ہوئی جب احقر اجمیر گیا مولویصاحب اُسی مکان مین رہتے تھے اور بعض ایک دو آدمی اور تھے پھر اتفاق سے سب متفرق ہو گئے اور مولویصاحب تنہا رہ گئے مکان مقفل رہتا تہا رات کو مولویصاحب کواڑ اوتار کر اندر جاتے تھے اور پھر کواڑ کو درست کر دیتے تھے اور صبحکو کواڑ اوتار کر باہر ہو جاتے تھے اور پھر کواڑ درست کر دیتے تھے چند ماہ اوسی ہو کے مکان مین گذر گئے جس زمانہ مین مولوی صاحب میرے پاس

مولویصاحب کا بخاری کا تحشیہ

رہتے تھے مولوی صاحب کی صورت پر جذب کی حالت برستی تھی بال سر کے
بڑھ گئے تھے نہ دہونا نہ کنگھی نہ تیل نہ کترے نہ درست کیے عجب صورت تھی
مولویصاحب کو اللہ تعالے نے ایک ہیبت عنایت کی بھی اُنکے سامنے بولنے کا
ہرکسیکو حوصلہ نہ تھا باوجودیکہ نہایت خوش مزاج اور عمدہ اخلاق تھے اس لئے
مین تو کچھ کہہ نہ سکا ایک اور دوست سے کہلایا تب بمشکل بال کتروا کر درست
کئے اور دہلوائے جو مین بہت ہوگئین تھین اُنسے نجات ہوئی مزاج تنہائی پسند
تہا اس لیئے کچھ عرض نہو سکتا تہا مولوی صاحب کو اول عمر سے اللہ تعالےٰ نے
یہہ بات عنایت فرمائی تھی اکثر ساکت رہتے اس لیئے ہرکسیکو کچھ کہنے کا حوصلہ
نہوتا تہا۔ اور باوجود خوش مزاجی اور ظرافت کے ترش رو اور مغموم جیسی صورت
رہتے اور اُنکے حال سے بھلا ہو یا برا نہ کسیکو اطلاع ہوتی نہ آپ کہتے یہانتک
کہ بیمار بھی اگر ہوتے تب بھی شدت کے وقت کبھی کسی نے جان لیا تو
جان لیا ورنہ خبر بھی نہوئی اور دوا کرنا تو کہان۔ بعضے احباب کی زبانی سُنا
ہے کہ چھاپہ خانہ مین جناب مولوی احمد علیصاحب کے جب مولوی صاحب کام
کیا کرتے تھے مدتون یہہ لطیفہ رہا کہ لوگ مولوی کہکر پکارتے ہین اور آپ بولتے
نہین کوئی نام لیکر پکارتا خوش ہوتے تعظیم سے نہایت گھبراتے بے تکلف
ہرکسی سے رہتے اب تک جو شاگرد یا مرید تھے اون سے یارانہ کے طور پر رہتے
اور کچھہ اپنے لئے صورت تعظیم کی نہ رکھتے علما کی وضع عمامہ یا کرتہ کچھہ نہ رکھتے
ایک دن آپ فرماتے تھے کہ اس علم نے خراب کیا ورنہ اپنی وضع کو ایسا خاک
مین ملاتا کہ کوئی بھی نہ جانتا۔ مین کہتا ہون اس شہرت پر بھی کسی نے کیا جانا

جو کمالات تھے وہ کس قدر تھے کیا اُس مین سے ظاہر ہوئے اور آخر سبکو
خاک مین ہی ملادیا اپنا کہنا کر دکھلایا مسئلہ کبھی نہ بتلاتے حوالہ کسی پر فرماتے
فتوے نام لکہنا اور مہر کرنا تو درکنار اول امامت سے بھی گھبراتے آخر کو اتنا ہوا
کہ وطن مین نماز پڑہا دیتے تھے وعظ بھی نہ کہتے تھے جناب مولوی مظفر حسین صاحب
مرحوم کاندہلوی نے اول وعظ کہلوایا اور خود بھی بیٹھکر سنا اور بہت خوش ہوی
جناب مولوی مظفر حسین صاحب کاندہلوی اس آخری زمانہ مین قدما کے نمونہ تھے
تقوے اللہ اکبر الپ تہا اور اس سے وہ نسبت پیدا تھی کہ مشتبہ چیز اگر معدہ مین
ہو جگئی تو اوسیوقت قے ہوجاتی تھی اور اتباع سنت نہ ایسا دیکھا اور نہ ایسا
سنا سبحان اللہ بیوون کے نکاح کی بنا ان اطراف مین اولا اونسے ہی ہوئی
اور والد مرحوم نے اوسکو نہایت خوبصورتی سے اجرا فرمایا اور ان دونون
بزرگوارون کے قدم قدم حضرت مولانا نے اُسکو پورا شایع کیا یہہ اجران صاحبون
کے نامہ اعمال مین تا بقیامت رہیگا اور ایک یہہ کیا ہزارون دین کی باتین ایسی
ہی کہین جناب مولوی مظفر حسین صاحب کی خدمت مین اُس زمانہ سے نیاز تہا
جبکہ حضرت مولویصاحب دہلی تشریف لاتے تو والد مرحوم کے پاس ہماری مکان مین
فروکش ہوتے اور والد مرحوم جب وطن جاتے کاندہلہ ہوکر جاتے جب وطن سے لوٹتے
کاندہلہ ٹھہر کر دہلی روانہ ہوتے اور یہی حال جناب حاجی امداد اللہ صاحب سے تھا
تھانہ بھون مین آتے جاتے ملاقات کرآتے۔ یا وہان مقام ہی ہوتا۔ سبحان اللہ کیا جلسہ تھا
پیر محمد والی مسجد مین وہ گلزار تھا کہ شب و روز سوای ذکر اور قال اللہ قال الرسول
کچہہ اور دہیان نتھا آخر شب مین ذکر جہر کا یہ رنگ ہوتا کہ غافل بھی جاگ اوٹھتے اور

اور توفیق ذکر اللہ کی باتین عرضکہ یہہ آنا جانا اور ملاقاتین ان صاحبون کی خدمت مین نیاز کے سبب ظاہر ہوئی ورنہ جو لکھا ہوا تھا وہ ہرطرح ہوتا تھا ۔ مولویصاحب نکاح نکرتے تھے اور جناب بھائی اسد علیصاحب حضرت کے والد کو ادہر تو ترک نوکری اور اختیار درویشی کا رنج تہا اُدہر یہہ فکر ہوئی کہ دیوبند رشتہ کیا تھا آخر جناب حاجی امداد اللہ صاحب کی خدمت مین عرض کیا کہ حضرت کے فرمانے سے نکاح پر راضی ہوئے مگر یہ شرط کی کہ تمام عمر زوجہ کے نفقہ اور اولاد کی پرورش کے لئے کچھہ کما لانے کے مجھسے متقاضی ہون بیچارون نے ناچار یہہ شرط قبول کی نکاح ہوگیا اب نوکری آپ نے اگر کی تو کیا کی کسی چھاپہ خانہ مین چار پانچ روپیہ کی تصحیح کی خدمت قبول کی اور پھر مزاج مین مہمان نوازی اور سخاوت بھلا کیا بچتا کہ گھر دیتے بلکہ جب وطن آتے اور یہان مہمان آتے والدین کو دشواری ہوتی تب یہ کیا کہ بی بی کا زیور اوسکی اجازت سے بیچکر صرف کر دیا وہ ایسی تابعدار تھین کہ والدین کی خدمت مین جو مشقت اُٹھائی مولویصاحب کی مزاجداری اونکو علاوہ برآن ہوئی اور والدین کی رضا کے لئے جب ناخوش ہوتے تو اونکو ہی کچھہ کہہ لیتے آخر مین اِنکے بڑے شکرگزار رہے اور اللہ جلشانہ نے بہت کچھہ عنایت فرمایا جو کچھہ فتوح ہوتی اُنکے حوالہ کر دیتے وہ اللہ کی بندی خدا سلامت رکھے ایسی سخی اور دست کشادہ ہے کہ جناب مولوی صاحب کی مہمانداری کو اوسی کے باعث رونق تھی کبھی یاد نہین کہ کسی وقت کوئی آگیا ہو اور گھر مین کھانا نہ ملا ہو بلکہ خود فرماتے کہ ہماری سخاوت احمد کی والدہ کی بدولت ہے جو مین قصد کرتا ہون وہ مہمان نوازی مین اُس سے بڑھکر کرتی ہی ۔ چاول نانوتہ مین بہت پیدا ہوتے ہین مہمانون سے فرماتے کہ ہمنے

تمہارے لیئے چاول پکانے مین تکلف نہین کیا بلکہ ہمارے گھر آمدنی اراضی کے
یہی چاول ہوتے ہین وہی تمہارے آگے پکا کر رکھدیتے ہین اور مہمانون کے
کھلانے مین مولوی صاحب کو کچھہ دریغ نہوتا تھا ایک بار دسترخوان پر کھچڑی
کے ساتھہ بہت ساگھی آیا دس پندرہ آدمی تھے جناب مولوی رشید احمد صاحب
نے فرمایا کہ اتنا گھی یہہ فضول ہے اُسمین سے آدھا رکھہ لیا اور آدھا گھر بھیجدیا
ایک بار مہمانون کی کسی سواری کے لیئے دانے کی ضرورت تھی چنے نہ ملے
کہ دانہ دَل کردیوین گھر مین کابلی چنے رکھے ہوئے تھے وہی دلوا کر دانہ دیدیا
مہمان نوازی مولویصاحب پر ختم ہے مجھے یاد ہے کہ مولوی صاحب نے
لڑکین مین ایک خواب دیکھا تھا اوسکی تعبیر یہی تھی - یون دیکھا تھا کہ مین مر گیا
ہون اور لوگ مجھے دفن کر آئے تب قبر مین حضرت جبریل تشریف لائے اور کچھہ
نگین سامنے رکھے اور کہا یہہ اعمال تمہارے ہین اُنمین ایک نگین بہت خوشنما
اور کلان ہے اُسکو فرمایا کہ یہہ عمل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا ہے ایام
طالب علمی مین مولویصاحب نے ایک اور خواب دیکھا تھا کہ مین خانہ کعبہ کی
چھت پر کھڑا ہون اور مجھہ مین سے نکلکر ہزارون نہرین جاری ہو رہی ہین -
جناب والد مرحوم سے ذکر کیا اُنہون نے فرمایا کہ تم سے علم دین کا فیض بکثرت
جاری ہوگا جس زمانہ مین نکاح ہوا اور والد کو یہہ خیال تھا کہ ابنائے زمانہ کیطرح
جب فکر ہوگا آپ نوکری کر ہی لین گے اور بعد گذرنے کتنی مدت کے کچھہ نہ کیا
تب مایوس ہوگئے اور اُنکو اس امر کا بہت رنج تھا کہ اور بھائی پڑھکر نوکر ہوگئے
کوئی پچاس کا کوئی سو کا کوئی کم کوئی زیادہ - سب خوش وخرم ہین اور انکا حال

خواب اور اوسکی تعبیر

دوسرا خواب

ویسا ہی اور آمدنی اراضی کی مکتفی خرچ کو نہوتی تھی جناب حاجی امداد اللہ صاحب ظلہ
سے شکایت کی کہ بھائی میرے تو یہی ایک بیٹا تھا اور مجھے کیا کچھ امید بن تھین
کچھ کماتا تو ہمارا یہہ افلاس دور ہوجاتا تمنے اسے خدا جانے کیا کر دیا کہ یہ نہ کچھہ کماتا
ہے نہ نوکری کرتا ہے حضرت اُسوقت تو ہنسکر چپ ہو رہے پھر کہلا بھیجا کہ یہ شخص
ایسا ہونے والا ہے کہ وہ سو پچاس والے سب اسکی خادمی کرینگے اور ایسی شہرت
ہوگی کہ اسیکا نام ہر طرف پکارا جائیگا اور تم تنگی کی شکایت کرتے ہو خدا تعالے
نے نوکری ہی اتنا کچھہ دیگا کہ اُن نوکرون سے یہہ اچھا رہیگا جناب بھائی
اسد علیصاحب کی ہی زندگی مین اللہ تعالے نے وسعت دی اور مولویصاحب سے
بہت خوش اُنہون نے انتقال کیا اور تصدیق اس پیشین گوئی کی اپنی آنکھہ سے دیکھہ
گئے قدر مریدون کی پیر ہی پہچانے اور جو ایسی نظر رکھے وہی جانے حضرت نے
آخر مین ضیاء القلوب کی چند سطران دونون صاحبون کی تعریف مین لکھی ہین
نہایت درست ہین یون حضرت نے اپنی کسر نفسی کو کام فرمایا ہی مگر اظہار مرتبہ ان
دونون صاحبون کا اس سے منظور ہے اور خود احقر سے ارشاد فرمایا تہا اول حج
مین جب حاضر خدمت ہوا تھا کہ مولوی رشید احمد صاحب مین اور مجھہ مین کچھہ فرق نہین
لوگون کو یہان آنیکی کیا ضرورت ہے اور مولوی محمد قاسم صاحب کو فرمایا تہا
کہ ایسے لوگ کبھی پہلے زمانہ مین ہوا کرتے تھے اب مدتون سے نہین ہوتے اور اللہ تعالے
نے اس کمال پر یہہ ضبط عنایت فرمایا کہ کبھی کوئی کلمہ خودستائی کا یا کسیطرح کوئی
صورت رعونت یا خود بینی کی خلوت جلوت تنہائی مجمع اپنے بیگانون مین کبھی ظاہر
نہین ہوتی تھی اب اس سفر مین حضرت حاجی صاحب نے فرمایا تہا کہ مولویصاحب

کی تحریر و تقریر کو محفوظ رکھا کرو اور غنیمت جانو ہاے افسوس ہمہ خبر نہ تھی کہ اسکے
یہہ معنی ہین اور یہہ واقعہ یون اچانک آجائے گا چند بار شدت مرض ہوکر اللہ تعالےٰ
نے شفا دی تھی ابکی بار بھی وہی خیال باندہ رکھا تھا کیا کیجیے جو باتین رہ گئین
رہ گئین اب سوای افسوس کیا ہوسکتا ہے جو تحریرین ناتمام رہ گئین اب بھلا کون
اونکو تمام کرسکتا ہی اور جنمین کچھہ نقصان ہوگیا اونکی تکمیل کی کیا صورت ہوسکتی ہے
بعد نکاح۔ والد اکثر مکدر رہتے تھے اور آرزو کرتے تھے کہ کوئی پوتا ہوتا تو اس سے
امید نسل جاری ہونیکی بندھتی اول کئی لڑکیان ہوئین جن مین سے دو زندہ اب ہین
ایک بزرگ نے کہا کہ تم یہہ آرزو کرتے ہو اور مولویصاحب کو ناخوش رکھتے ہو انکو مکدر نکرو
اللہ تعالےٰ تمکو بھی خوش کریگا تب سے مولویصاحب کی اکثر مزاجداری کرتے اور مہمانون
کی خدمت اور تواضع سے کسیطرح نہ گھبراتے تب اللہ تعالےٰ نے میان احمد کو عنایت
کیا آج بحمدہ تعالےٰ میان احمد جوان ہین اٹھارہ برس کی عمر ہے اللہ تعالےٰ اپنے والد کی
مثل کرے آمین اور میان ہاشم پیدا ہوئے آج انکی عمر آٹھہ برس کی ہے یہہ نام
مولویصاحب کے والد کا رکھا ہوا ہے اس عرصہ مین کئی لڑکے لڑکیان پیدا ہوئین
اور چھوٹی ہی عمر مین چل بسین اب ایک لڑکی تین چار برس کی آخری اولاد ہی اللہ
ان سبکو عمر و سعادت و خوبی نصیب کرے اور مولویصاحب کا نام انکی نسل سے
قایم رکھے ہمارے بھائی اسد علیصاحب بڑے سیدھے آدمی تھے حقہ بہت پیتے
تھے مولویصاحب کو حقہ سے نفرت تھی ایکبار حقہ بھرنے کو کہا مولویصاحب باپ
کے تابعدار حقہ بھر کر سامنے لا رکھا جب لوگون نے سنا بہت ملامت کی کہا مین
کہکر خود نادم ہوا پھر کبھی مولوی صاحب سے نہ کہا۔ والد سے اس بات پر اکثر تکدر

حاجی صاحب کا مولویصاحب کی ہم لوگون کو تحریر و تقریر محفوظ رکھنے کا ارشاد

مولویصاحب کی اولاد کا حال

مولویصاحب کی [illegible]

رہتا تھا مولوی صاحب مسجد مین رہتے رات کو مسجد مین سو رہتے کہانا مسجد
مین کہاتے پیر بھائی دو تین تھے انکو کہا تہا کہ سب کہانا لایا کرو اور ملکر کہالیا کرینگے
یا پیادہ چلتے جفاکشی کرتے انکو رنج ہوتا۔ مولویصاحب ایسے جفاکش تھے اول مین
جب ضرورت نہانے کی ہوتی تھی مسجد مین پانی گرم ہوتا تھا اور تہجد کے وقت
نہاتے مگر شرم کے سبب تالاب مین جاکر نہا لیتے یہہ کڑکڑاٹ کا جاڑا اور پالا
اور مولویصاحب تالاب مین نہائین۔ مولویصاحب نے ریاضتین ایسی کی ہین
کہ کیا کوئی کریگا اشغال دشوار جیسے حبس اور سہ پایہ مدت تک کئے ہین اور
بارہ تسبیح اور ذکر ارہ کا دوام تھا ہی سر کے بال شدت حرارت کے سبب
اڑ گئے تھے حرارت مزاج مین ایسی آگئی تھی کہ کسی صورت سے فرو نہوتی
تھی کیونکہ یہہ حرارت قلب کی تھی اور اوسکے نکلنے کی کوئی صورت نہوئی یہی
آخر مرض کا باعث ہوئی اور اوسیمین آخر انتقال کیا۔ آمد معانی اور مضامین
کی ایسی تھی یون فرماتے تھے کہ بعضی بار حیران ہوجاتا ہون کہ کیا کیا بیان کرون
اور اکثر تقریر طویل کے سبب کہین سے کہین نکل جاتے باتی احوال کو اللہ جانے
باوجودیکہ کشف تمام تھا مگر کبھی زبان سے کچھہ نفرماتے اونے اہل نسبت
کے پاس بیٹھنے سے اثر ہوتا ہے مولانا کو یہہ ضبط تہا کہ کبھی کچھہ اثر ظاہر نہوتا تھا
ایک بار مولویصاحب نے میرٹھ مین مثنوی مولانا روم پڑہانا شروع کی دو چار
شعر ہوتے اور عجیب غریب مضمون بیان ہوتے ایک صاحب کہ کچھہ رنگ باطنی
رکھتے تھے سُنکر یون سمجھے کہ یہہ اثر تبحر علمی کا ہے اور چاہا کہ کچھہ مولانا کو فیض
باطنی دیا جائے درخواست کی کہ کبھی تنہا لئیے آپنے فرمایا مجھے کا چھاپہ خانہ کا

مولویصاحب کی جفاکشی اور پیادہ چلنا
مولویصاحب کی ریاضتین
آمد معانی کا بیان
مولویصاحب کا ضبط

اور پڑھانا طلبہ کا رہتا ہے تنہائی کہان آپ جب چاہین تشریف لائین وہ صاحب ایک
روز تشریف لائے اور کہا کہ آپ ذرا میری جانب متوجہ ہون اور خود آنکھ بند کر کر
مراقب ہوئے مولانا سبق پڑھا رہے تھے البتہ موقوف کر دیا مگر کبھی آنکھ کھلی اور کبھی
قدرے بند اونکی طرف متوجہ ہوئے اُنکا یہہ حال ہوتا تھا کہ کبھی قریب گرنے کے
ہوجاتے تھے اور پھر سنبھل بیٹھتے تھے کچھہ دیر یہہ معاملہ رہا پھر وہ اوٹھکر نیچی نگاہ
کئے چلے گئے پھر بہت معذرت کی مولانا کی کسر نفسی نے اُنکے کمال کو ہرگز ظاہر
نہونے دیا اور جو کچھہ ظاہر ہوا میرے گمان مین بامر اللہ تھا ہرگز اپنی طرف سے اظہار
کسی امر کا نفرماتے تھے بات کہان سے کہان پہونچی جب احقر بنارس سے وطن
کیطرف پہونچا اتفاق نانوتہ جانے کا ہوا دیوبند مین اہل وعیال چھوڑکر رڑکی چلا گیا
وہان کام نوکری کا کرنے لگا اتفاق گھر جانے کا ہوا مولویصاحب گھر تھے مین نے
عرض کر بھیجا کہ ملنے کو جی چاہتا ہے اور مجھے فرصت نہین خود پیادہ یا دو منزلہ کر کے
احقر کے ملنے کو تشریف لائے اور ہمیشہ جب تک قوت تھی کبھی سواری کی طرف
رخ نتھا اوسی عرصہ مین غدر ہو گیا بعد رمضان احقر کو سہارنپور لینے کو تشریف لائے
چند آدمی اور وطن دار ساتھ تھے اوسوقت راہ چلنا بدون ہتیار اور سامان کے
دشوار تھا جب احقر وطن پہونچا چند ہنگامہ مفسدین کے پیش آئے جسمین مولانا کی
کمال جرٔت وہمت ظاہر ہوئی اوسی زمانہ مین ہمارے بھائی ہم عمر اکثر بندوق اور گولی لگانی
مین مشق کرتے رہتے تھے ایک دن آپ مسجد مین سے آتے کہ ہم گولیان لگا رہے تھے
اور نشانہ کی جاہی پر ایک نیم کا پتہ رکھا تھا اور اُسکے گرد ایک دائرہ کھینچا تھا قریب سے
بندوق لگاتے تھے گولیان مٹی کی تھین مولویصاحب نے فرمایا کہ بندوق کیونکر لگاتی

ہین مجھے بھی دکھلاؤ کسی نے ایک فیر کی اور قاعدہ نشانہ کا ذکر کیا تب بندوق ہاتھ
مین لیکر فیر کی صاف گولی نشانہ پر لگی اور وہ سب مشتاق کتنی دیر سے لگا رہے تھے
دائرہ مین لگ جانے کو نشانہ پر ہو جانا جانتے تھے اور یہ بات اتفاقی نہ تھی اپنی فہم
سے حقیقت نشانہ بازی کی سمجھکر بدن ایسی وضع پر سادھ لیا جو فرق ہو جانے کی
وجہ بھی نہو ئی تیر اندازون کو دیکھا ہے کہ سر سے پانو تک ایک خط مستقیم ہو جاتے
ہین حاصل یہہ کہ اوس طوفان بے تمیزی سے سب لوگ گھبراتے تھے ہمنے کبھی
مولانا کو گھبراتے ندیکھا خبرون کا اوسوقت مین چرچا تھا جھوٹی سچی ہزار اودن
گپ شپ اڑا کرتی تھین مگر مولوی صاحب اپنے معمولی کام بدستور انجام فرماتے
تھے چند بار مفسدون سے نوبت مقابلہ کی آگئی الله رے مولویصاحب ایسے
ثابت قدم تلوار ہاتھہ مین اور بندوقچیون کا مقابلہ ایک بار گولی چل رہی تھی یکایک
سیر ہوکر بیٹھ گئے جس نے دیکھا جانا گولی لگی ایک بھائی دوڑے پوچھا کیا ہوا فرمایا کہ
سر مین گولی لگی عمامہ اوتار کر سر کو جو دیکھا کہین گولی کا نشان تک نہ ملا
اور تعجب یہہ ہے کہ خون سے تمام کپڑے تر۔ اونہین دنون ایک نے منہ در منہ
بندوق ماری جس کے شنبہ سے ایک موچھہ اور کچھہ ڈاڑھی جل گئی اور کچھہ صدمہ
آنکھہ کو پہونچا اور خدا جانے گولی کہان گئی اور اگر گولی نہ تھی تو اتنی پاس
سے شنبہ بھی بس تھا مگر حفاظت الٰہی بر سر تھی کچھہ اثر نہوا اس زخم کی
خبر اجمالی بعض دشمنون نے جو سنی تو سرکار مین مخبری کی کہ تھانہ بھون کے
فساد مین شریک تھے حالانکہ مولانا فسادون سے کوسون دور تھے ملک و
مال کے جھگڑے اگر سر رکھتے تو یہہ صورت ہی کیون ہوتی کہین کے ڈپٹی

ف نہ گھبرانا ایام غدر مین مولوی صاحب کا

ف مقابلہ کرنا سرکش بندوقچیون سے مولوی صاحب کا

ایک شخص نے مولانا کو بندوق ماری

مولویصاحب کو اللہ تعالی نے ہر آفت سے بچایا

یا صدر الصدور ہوتے اس لئے حاجت روپوشی کی ہوئی حضرت حاجی صاحب بھی
ایسے ہی باعث سے روپوش ہوگئے تھے - ایام روپوشی مین ایک روز دیوبند تھی
زنانہ مکان کے کوٹھے پر مردون مین سے کوئی تھا انہین زینہ مین آکر فرمایا پردہ کرلو
مین باہر جاتا ہون عورتون سے رک نہ سکے باہر چلے گئے بعضے مرد بازار مین تھے انکو
اطلاع کی وہ اتنے مین مکان پر پہونچے دوڑ سرکاری آدمیون کی پہونچگئی تھی انہون نے
آکر تلاشی لی ہرچند بظاہر مولویصاحب کی تلاش نہ تھی مگر پھر خوف کی جگہہ تھی اسکی
بعد سے مسجد مین رہتے اور پھر کسی نے تعرض نکیا اسی طرح اللہ تعالے نے
چند بار بچایا - اس زمانہ کی کیفیات عجیب غریب گذری ہین لکھنا اونکا طول ہے
اوسی وقت مین دیوبند اور املیا وغیرہ مختلف جاے پر متفرق اوقات مین رہے
بوڑیہ گمتھلہ - لاڈوہ - پنجلاسہ - جمنا پار کئی دفعہ گئے آئے آخر حضرت حاجی صاحب
عرب کو روانہ ہوگئے احقر کو بعد انکے یہی سوجھی کہ تو بھی چل مولانا کی روپوشی
محض عزیز و اقارب کے کہنے سے تھی ورنہ انکو اپنی جان کا کچھہ خیال نہ تھا مولانا
نے بھی ارادہ کیا اس روپوشی کی بلا کے سبب والدین نے بخوشی اجازت
دیدی احقر بے سامان تھا قلیل ساز ادراہ بہم پہونچایا تھا مگر مولویصاحب کے
بدولت وہ سب راہ بخیر و خوبی طے ہوئی ہرچند مولویصاحب بھی بے سامان
تھے مگر بدولت توکل سب راہ بخیر و خوبی پوری ہوئی اور سب کام انجام ہوگئے
کشتیون کی راہ پنجاب ہوکر سندہ کیطرف کو گئے کراچی سے جہاز مین بیٹھے -

مولویصاحب اور حاجی صاحب کا مکہ معظمہ کو جانا

جمادی الثانی سنہ بارہ سو ستتر مین روانہ ہوے اور آخر ذی قعدہ مین مکہ
معظمہ پہونچے بعد حج مدینہ شریف روانہ ہوئے اول سفر مراجعت کی اوسی

مہینہ کے آخر مین جہاز مین بیٹھے ربیع الاول کے آخر مین بمبئی آئے جمادی الثانی
تک وطن پہونچے جاتی دفعہ کراچی سے جہاز بادبانی مین سوار ہوئے تھے
رمضان کا چاند دیکھکر مولوی صاحب نے قرآن شریف یاد کیا تھا اول وہان
سنایا اور جہاز مین کیا سیر تھا بعد عید مکلہ پہونچکر حلواے مسقط خرید فرماکر
شیرینی ختم دوستون کو تقسیم فرمائی مولویصاحب کا اس سے پہلے قرآن
یاد کرنا کسیکو ظاہر نہوا تھا آہستہ آہستہ پڑہتے اور یاد کر لیتے اور حافظونکے
نزدیک ٹھہرا ہوا ہے کہ بلند آواز سے یاد ہوتا ہے بعد ختم مولویصاحب فرماتے
تھے کہ فقط دو سال رمضان مین مینے یاد کیا ہے اور جب یاد کیا یا دو سیپارہ کی
قدر یا کچھہ اس سے زائد یاد کر لیا اور جب سنایا ایسا صاف سنایا جیسے اچھے
پرانے حافظ - پہر تو اکثر بہت بہت پڑہتے - ایک بار یاد ہے کہ ستائیس پارے
ایک رکعت مین پڑہے اگر کوئی اقتدا کرتا رکعت کرکر اوسکو منع فرما دیتے اور تمام
شب تنہا پڑہتے رہتے بعد زیارت حرمین شریفین ایک برس کچھہ کم و زیادہ
مین وطن آئے مراجعت براہ بمبئی اور ناسک ہوئی ریل ناسک تک تھی وہان سے
گاڑیون مین آئے پیچھے بعد تحقیقات سرکار نے مطالبہ عام اٹھا دیا تہا چند
خاص شخصون کی نسبت جنپر سرکار کا شبہہ قوی تھا اشتہار جاری رہا
پھر گھر اپنے رہے غدر مین دہلی کا تو سب کارخانہ درہم و برہم ہو گیا تہا مولوی
احمد علیصاحب کا مطبع گیا گذرا تہا اس زمانہ مین سواے وطن اور کوئی جگہہ جانیکی
نہ تھی کبھی وطن کبھی دیوبند رہتے تھے اسی وقت مین احقر نے حضرت سے
بخاری قدرے پڑہی پھر منشی ممتاز علیصاحب نے میرٹھ مین چھاپہ خانہ کیا

حفظ کرنا قرآن شریف مولویصاحب کا

زمانہ گھر مین رہنے کا مولویصاحب کا

مولویصاحب کو پرانی دوستی کے سبب بلالیا وہی تصحیح کی خدمت تھی یہہ کام براے نام تھا مقصود اُنکا مولویصاحب کو اپنے پاس رکھنا تھا احقر اُس زمانہ مین بریلی اور لکھنو ہو کر میرٹھ مین اوسی چھاپہ خانہ مین نوکر ہو گیا منشی جی حج کو گئے تھے اُسوقت مین ایک جماعت نے مسلم پڑہی احقر بھی اسمین شریک رہا وہی زمانہ تھا کہ مدرسہ دیوبند کی بنیاد ڈالی گئی۔ مولوی فضل الرحمن اور مولوی ذو الفقار علی صاحب اور حاجی محمد عابد صاحب نے یہہ تجویز کی کہ ایک مدرسہ دیوبند مین قایم کرین مدرس کے لئے تنخواہ پندرہ روپیے تجویز ہوئے اور چندہ شروع ہو چند ہی روز گذرے کہ چندہ کو افزونی ہوئی اور مدرس بڑہائے گئے اور مکتب فارسی اور حافظ قرآن مقرر ہوئے اور کتب خانہ جمع ہوا مولوی محمد قاسم صاحب شروع مدرسہ مین دیوبند آئے اور پھر ہر طرح اس مدرسہ کے سرپرست ہوئے مدرسہ کے احوال لکھنا یہان طول لاطائل ہے سالانہ کیفیتون سے یہہ سب امر واضح ہوجاتے ہین ۱۲۸۵ھ مین مولانا کو حج کی پھر سوجھی چند رفقا کو ساتھ لیکر حج کر آئے اور منشی ممتاز علی صاحب بھی اوسی سال بقصد قیام عرب کو گئے مگر ایک سال بعد واپس آگئے پھر مولویصاحب دہلی گئے منشی جی کا چھاپہ خانہ دہلی مین ہوا منشی جی کے پیچھے میرٹھ مین مولوی محمد ہاشم صاحب کے مطبع مین کام کیا اوس زمانہ مین پڑہانا اکثر تھا سب کتابین بے تکلف پڑہاتے تھے اور اسطرح کے مضامین بیان فرماتے تھے کہ نہ کسی نے سنے نہ کبھی اور عجایب غرایب تحقیقات ہر فن مین بیان فرماتے جس سے تطبیق اختلافات اور تحقیق ہر مسئلہ کی بیخ و بن تک ہوجاتی تھی آج اُنکے فیض تعلیم کا اثر

مدرسہ دیوبند کی بنیاد

مولویصاحب کی [illegible]

موجود ہے ہر چند ذرہ آفتاب کا کیا نمونہ مگر پھر اوسی جمال کا آئینہ ہے اور وہی اُنکی حوصلہ کی موجب اوسمین جلوہ گر ہے جو چاہین دیکھ لین اور اُنکی تحریرات و تقریرات کو سُن لین مولویصاحب نے اس عرصہ مین چند تحریرات کے بعضے جواب کسی سوال کے بعض فرمایش کسی دوست کی بعض اتفاقیہ اگرچہ مجموعہ اُنکا کثیر ہے مگر ایسی پریشان ہین کہ اجتماع اُنکا مشکل ہے زیادہ ترفیض رسانی کی طرف اسی زمانہ مین توجہ ہوئی مولویصاحب سے پڑھنا نہایت ہی دشوار تھا جو شخص طباع ہو اور پہلے سے اصل کتاب سمجھا ہوا ہو تب مولویصاحب کی بات سمجھ سکتا تھا ہرچند مولویصاحب نہایت ہندی کی چندی کر کر بیان فرماتے مگر پھر مشکل بات مشکل ہی ہوتی ہے اسی زمانہ کے درمیان مین دہلی مین پادریون کے وعظ کا چرچا تھا اور مسلمانون مین سے بعضے بیچارہ اپنی ہمت سے اُنسے مقابلہ کرتے تھے کوئی اہل علم جنکا یہہ کام تھا اسطرف توجہ نکرتا تھا مولوی صاحب نے اپنے شاگردون کو فرمایا کہ تم بھی کھڑے ہو کر بازارمین کچھہ بیان کیا کرو اور جہان وہ لوگ بمقابلہ نصارے بیان کرتے ہین اُنکی امداد کیا کرو آخر مباحثہ کی ٹھہری اور مولویصاحب بے کسی صورت د شکل بنائے اور اپنا نام چھپا جا موجود ہوئے ایک پادری تاراچند نام تھا اُس سے گفتگو ہوئی آخر وہ بند ہوا اور گفتگو سے بھاگا اوسی زمانہ سے مولوی منصور علی صاحب دہلوی سے جو فن مناظرہ اہل کتاب مین یکتا ہین ملاقات ہوئی مولوی منصور علیصاحب بیبل کے گویا حافظ ہین اور اُنکا طرز مناظرہ بھی جداگانہ ہی اب اُنہین کے شاگرد بمقابلہ پادریون کے دہلی مین وعظ کہا کرتے ہین ۔

اتفاقات تقدیر سے ۱۲۹۳؁ بارہ سو ترانوے ہجری مین چاندپور ضلع شاہجہانپور

مین کوئی تعلقہ دار ہے پیارے لال اصل ہندو کبیر پنتھی ہے اُسکو شاید میل
نصرانیت کیطرف ہوا اُس نے ہندو پنڈت اور پادری نصاریٰ اور عالم مسلمانون
کو جمع کرنا چاہا کہ باہم ایک گفتگو ہو اور تحقیق مذہبی کا ایک میلہ قایم کیا اور میلہ
خداشناسی اسکا نام رکھا بریلی اور وہان کے اطراف کے لوگون نے مولوی صاحب
کو اطلاع کی مولویصاحب نے سامان سفر درست کیا اور روانہ ہوے اور دہلی
سے مولوی منصور علیصاحب کو بلوایا اور یہان سے بعضے اور لوگ ساتھ
روانہ ہوئے شاہجہان پور پہونچے اور وہان سے اُس گانون مین پہونچے
اول گفتگو کے باب مین اور اسکے وقت مقرر کرنے مین ایک بحث رہی پھر
آخر گفتگو ہوئی طرز گفتگو کی نہ تھی بلکہ ہر شخص اپنی باری پر کچھ بیان کرتا تھا ہر چند
وقت مقید تہا مگر مولویصاحب نے ابطال تثلیث و شرک اور اثبات توحید
ایسا بیان کیا کہ حاضرین جلسہ مخالف و موافق مان گئے کیفیت اوس جلسہ کی چھپی
ہوئی ہے جو کوئی چاہے دیکھلے مولانا کی تقریر اوس مین مندرج ہے آخر مین
حسب عادت پادریون نے بحث تقدیر پیش کی پادری جب عاجز آتے ہین یہی
مسئلہ پیش کیا کرتے ہین مولانا نے اس مشکل مسئلہ کو ایسا بیان فرمایا کہ ہر
عام و خاص کی سمجھہ مین بخوبی آگیا اگلے سال یعنی ۱۲۹۴ھ مین پھر اُس جلسہ
کی خبر ہوئی پھر مولانا تشریف لیگئے اس سال مین مجمع ہنود مین ایک بہت بڑے
پنڈت دیانند سرستی نام در تھے ہر چند نو ایجاد مذہب اُنکا توحید اور انکار بت پرستی
مین اور عام ہنود کی نسبت جداگانہ ہے مگر بید کے ایمان اور بعضے اَور مسائل
جیسے آواگون وغیرہ مین برابر ہین تقریر اس شخص کی اکثر الفاظ سنسکرت کے ساتھ

مقصود میلہ خداشناسی

کیفیت گفتگوی مذہبی

ملی ہوئی تھی اسلیئے دشواری ہوئی مگر مولوی محمد علیصاحب جو بمقابلہ مذہب ہنود
مشہور ہین اُنہون نے کچھہ اسکا جواب کہا پھر مولانا نے بحث وجود اور توحید کا
ذکر کیا اور ایسا بیان کیا کہ حاضرین کو سواے سکوت اُسکے استماع کے اور
کام نہ تھا پھر کچھہ گفتگو تحریف کی ہوئی یہہ بھی بحمد اللہ تعالے الزام تحریف کا اُنکے
اقرار سے ثابت ہوا حتے کہ پادری لوگ جین جلسہ مین سے ایسے نلے سر وپا
بھاگے کہ ٹھکانا نہ معلوم ہوا۔ اپنی بعض کتابین بھی بھول گئے اس جلسہ سے
جناب کامیاب واپس آئے اور نصرت دین اسلام کہ تا بقیام قیامت منصور رہیگا
اُنکی ذات سے پوری ظاہر ہوئی اور اِن دو سال کے جلسون مین عام مخلوق
نے جان لیا کہ یہہ شخص کس پایہ کا ہے اور فضل آلہی کی کیا صورت ہوا کرتی ہی
جنہ تائید آسمانی نیست کا نقشہ ظاہر ہوگیا حتے کہ پادری بھی بول اُٹھے کہ اگر تقریر
پر ایمان لایا جاتا تو یہہ تقریر خوش ایسی لطیف اور دل مین اثر کرنے والی ہے کہ
اسپر ایمان لائیے مگر ایمان جسکے نصیب مین ہے وہ ہی اوس سے مشرف ہوتا ہی
ورنہ حق واضح ہے کیفیت اس میلہ کی وہان سے آکر مرتب ہوگیی تھی مگر اتفاق
طبع کا نہو سکا اب کہ مرض اور وقت آخر تہا طبع اُسکا شروع ہوا اب امید ہے کہ
ختم ہو کر مشتہر ہو اور سب صاحب اُس سے مستفید ہون اسوقت مین یہ سنا تہا
کہ غالبًا حاجت کسی تحریر کے پیش کرنے کی بھی ہوگی اُسپر مولویصاحب نے وہین بیٹھکر
کچھہ تحریر کیا تھا اور اُسکا نام حجۃ الاسلام رکہا ہی وہ کتاب طبع ہوگیی ہی پھر اُسی سال
ارادہ جناب مولانا مولوی رشید احمد صاحب کا حج کو جانے کا تھا احقر بھی تیار ہوا او
چلنے مین مولانا کو بھی ساتھ لے ہی لیا اور مولویصاحب کے ساتھ اور کچھہ کتنے ہی

معتقد و خادم آپکے روانہ ہوے شوال ۹۴ھ مین روانہ ہوی اور ربیع الاول ۹۵ھ کے
اول پھر اپنے وطن واپس آی اس سفر مین تمام قافلہ علمار کا تھا اٹھارہ بیس مولوی فاضل ساتھ
تھے اور عجب لطف کا مجمع تھا حضرت کی زیارت سے اور اُن متبرک مکانونکی زیارت
سے مشرف ہو کر جب واپس ہوے جدہ پہنچکر مولانا کو بخار ہو گیا یہ خیال ہوا کہ جدائی ایسے
بزرگ اور بزرگ مقامون اور پیادہ پا زیادہ چلنے کے سبب سے ہی اور نہ کچھہ پہلے حج سے
بھی طبیعت ناساز تھی جدہ پہونچتے ہی جہاز پر سوار ہو گئی اس جہاز کا لنگر اُٹھنے والا تھا
اور دیگر جہازونکی خبر عشرہ بلکہ دو ہفتہ تک کی تھی اسلیئے یہہ خیال کیا کہ پندرہ روز مین
بمبی جا پہونچینگے اور اتنی تکلیف اٹھا لینگے واقعی اس جہاز مین اتنی ہی تکلیف ہوئی جتنی
جاتی دفعہ جہاز مین آسایش و راحت پائی تھی دو روز جہاز پر چڑہے ہوی ہوے تھی کہ مولانا
کو دورہ صفرا ای معمولی ہوا اور بخار بھی - وہان نہ جگہہ راحت کی نہ دوا نہ کچھہ تدبیر مرض کی
شدت ہوئی ایک دن یہہ نوبت ہوئی کہ ہم سب مایوس ہو گئے اور جہاز مین وبا تھی ہر روز
ایک دو آدمی انتقال کرتے تھی عدن پہونچے وہان قرنطینہ ہو گیا یعنی بہ سبب مرض
نہ جہاز کے آدمی کنارہ پر اتر سکے اور نہ شہر کے آدمی جہاز پر آسکے بعد پھر مکلہ مین قدری قیام کیا
وہانسے البتہ میوہ بکثرت آئی وہ لیئ تربوز اور گلاب اور بعض ادویہ جہاز مین ملگئین تھین جہاز کے
ڈاکٹر نے کونین دی اور مرغ کا شوربا غذا کو کہا وہان مرغ کہان میسر تھا آخر مرغ بھی اپنے پاس سے
دیا مولانا کو دورہ مین غذا سے نفرت مطلق ہو جاتی تھی اب کچھہ رغبت شروع ہوئی بمبی ایسے
پہونچے کہ بیٹھنے کی طاقت دشواری سے تھی دو تین روز ٹھہر کر وطن کو روانہ ہوی ہر چند
موسم سرما تھا مگر جبلپور کے میدانونمین دوپہر کو لو چلنے لگی اور مولانا کی طبیعت بگڑی خیر
الحمد للہ انسوخت نارنگی نیبو یہ چیزین پاس تھین کھلائین پانی پلایا وطن پہونچنے کے بعد

مرض رفع ہوا گو نہ طاقت آئی مگر کھانسی ٹھہر گئی اور کبھی کبھی دورہ سانس کا ہوتا زیادہ بولنا
دیر تک کچھہ فرمانا مشکل ہوگیا پھر اُسمین بھی کسیقدر تخفیف ہوئی اسی سال شعبان مین رڑکی
سے خبر ملی کہ پنڈت دیانند تشریف لائے ہوئے ہین اور مسلمانونکے مذہب پر کچھہ اعتراض مشتہر
کئیے ہین اہل رڑکی کی مولانا کو تحریر ہوے کہ آپ تشریف لائین مولانا باوجود ضعف اور مرض کی تشریف
لیگئے اور بہت سے خادم ساتھہ ہوے اور اطراف وجوانب سے بہت سی مخلوق مولانا کی
تقریر کے اشتیاق مین جمع ہوگئی مگر وہ بندہ اللہ کا گفتگو پر لیکا نہوا اینڈی بینڈی شرطین
کرتا تھا جس سے عاقلان خود میدانند اُسکی نیت سمجھہ مین آتی تھی آخر غرض وہ چلدیا اور مولانا
نے وہان ایک وعظ کہا اور اُسکے اعتراضونکے جواب ذکر فرمائے پھر واپس دیوبند تشریف
لاکر رمضان وطن مین کیا اور اس عرصہ مین تحریر اُس تقریر کی شروع کی جو اُسکے جواب
مین فرمائی تھی اصل اعتراض اسکا استقبال قبلہ پر تھا کہ یہہ بت پرستی ہے اس رسالہ کا نام
قبلہ نما ہے بہت بڑی حجم کا رسالہ ہے پھر پنڈت دیانند کہین پھر پھرا کر میرٹھہ پہونچے اور وہان
وہی اُنکے دعوے تھے واقعی جسکو شرم نہو جو چاہے کرے اتفاقاً جناب مولویصاحب بھی اُن
دنون میرٹھہ کا ارادہ فرمارہے تھے کہ وہانسے بعضے صاحبون نے بلانیکے بارہ مین تحریک کی
غرض مولانا مین ہر چند مرض کے بقیہ اور ضعف کے سبب قوت نہ تھی مگر ہمت کر کے پہونچے
تو وہ بہانہ وحیلہ کر کے وہانسے کافور ہوگیا وہان بھی اُسکا جواب ویسے ہی مولانا نے کچھہ
بیان فرمایا اور پھر کچھہ تحریر شروع کی جسکو مولوی عبد العلی صاحب نے بطرز جواب لکھا اور
نام جواب ترکی بہ ترکی رکھا پنڈت کے بعضے معتقدون نے کچھہ تحریر بجواب مولانا۔ بے
سروپا لکھی تھی اور کچھہ اوٹ پٹانگ مسلمانونکے مذہب پر اعتراض کئیے تھے یہہ رسالہ
اُنکے جواب مین ہے اور اس عرصہ مین چند بار جلد جلد وہی دورہ ہوا اور کئی بار صورت

سانس کی سی ہوگئی پھر اللہ جلشانہ نے تخفیف فرمادی یون خیال تہا کہ اب یہہ مرض
ٹھہر گیا خیر دورہ ہی ہر چند صحت اور نجات کی امید پوری نہ تھی کیونکہ علاج ہر قسم کے ہوئے
صورت آرام کی نہوئی یونانی طبیبون نے ہر قسم کا علاج کیا ڈاکٹرون نے ہر طرح سے
تدبیر کی ہندی ادویہ کشتے رس وغیرہ برتے مگر مرض رفع نہوا دو برس اسی کیفیت پر گذر گئے کہ گاہ
کچھہ صورت تخفیف کی ہوکر قدرے طاقت آئی اور پھر دورہ سانس کا ہوا اور وہی صورت ضعیف
کی ہوگئی ایک روز کے مرض مین مدتون کی طاقت سلب ہوجاتی تھی اور مولانا نے برخلاف
عادت اس مرض مین جو علاج ہوا اسکو قبول کیا جو دوا کھلائی کھالی جو تدبیر کسی نے کی اسکو
کرلیا البتہ مزاج لطیف و نفیس تھا ویسی ہی دوا کو پسند فرماتے اور بعد عرض کرنے خدام کے
جو دوا ہوتی استعمال فرمالیتے کئی بار مسہل بھی ہوا اسردست تخفیف ہوجاتی تھی مگر جڑ مرض
کی نہین جاتی تھی حکیم مشتاق احمد صاحب دیوبندی آخر تک مصروف رہے اور ڈاکٹر حافظ
عبدالرحمن صاحب مظفرنگری نے علاج مین کوئی دقیقہ اٹھا نرکھا۔ مگر تقدیر سے چارہ نہین
اور موت کا کچھہ علاج نہین اور وقت مقدر ٹلتا نہین اگر دوا و تدبیر کارگر ہوتا بیشک مولانا
کو صحت ہوتی وہ دوائین مولانا کے لئے میسر ہوئین کہ جو امراکو بھی شاید بدشواری میسر آوین
اور ویسا علاج ہوا کہ جو بادشاہونکو بھی شاید ہی نصیب ہو کہان طمع اور خوف کی بات
اور کہان عقیدت قلبی آخر کو صورت مرض کی یہہ ہوئی کہ جناب مولوی احمد علی صاحب کو
فالج ہوگیا تھا اونہین سہارنپور تشریف لے گئے اور حافظ عبدالرحمن صاحب کو مظفرنگر سے
بلایا تھا اوسی روز گئے اور پھر شام کو واپس ریل مین آئے تکان کے سبب طبیعت علیل ہوگئی
مگر چند روز کے بعد صحت ہوگئی جب کچھہ قوت آئی علاؤالدین بندہ زادہ کی استدعا پر کچھہ پڑھانا
بھی شروع کیا بعد عصر کچھہ ترمذی کی ایک دو حدیث ہوتی جبتک کھانسی نہ اوٹھتی بیان

فرماتے تھے اور جب کھانسی کم ہوتی تب بھی ذرا ٹھہر کر بیان فرماتے اور جب شدت
ہوجاتی موقوف فرما دیتے پھر اسی عرصہ مین سہارنپور کا قصد کیا اور جناب مولوی احمد علیصاحب
کو تخفیف اصل مرض مین ہو گئی تھی مگر بخار اور ضعف شدید تھا۔ مولویصاحب ٹھہرنے
کے باعث ہوئے دو ہفتہ وہان قیام فرمایا اور اتنا قیام خلاف عادت تھا وہان دورہ ہوا
اور ساتھ ہی اُسکے ذات الجنب بھی ہوا یہان دوسرے دن خبر ہوئی اوسی روز
حافظ انوار الحق صاحب روانہ ہوئے اور صبح کو مولویصاحب کو ریل مین لے آئے
مگر آئے کیا کہ سانس نہ آتی تھی ناچار فصد لی درد موقوف ہوا پھر کچھہ درد کا اثر معلوم ہوا
اوسکے لئے جونک لگائی دو تین دن طبیعت صاف رہی اس عرصہ مین دہلی سے کچھہ
دوائین مقوی آئی تھین انکا استعمال ہوا ضعف نہایت تھا بات کرنی دشوار تھی
اسمین حرارت کو شدت ہو گئی اور کبھی کبھی غفلت ہو جاتی تھی اول ایک ملیّن دیا
تھا رائے ہوئی کہ پھر ملیّن دیا جاوے ملین دیا دو دست ہو کر غفلت کو شدت ہوئی ظہر
کے وقت تک جواب دیتے تھے مگر ہوش نتھا یہانتک کہ نماز کے لیے کہا تو سوائے اچھا
کے اور کچھہ نکر سکے نہ تیمم کیطرف توجہہ ہوئی نہ نماز کیطرف تب ایک صورت یاس
کی ہوئی یہہ منگل کا دن تھا آخر روز مین وہ جواب بھی موقوف ہو گیا اور ایک تشنج کی
آمد شروع ہوئی اوسکو نزع اور یون جانا کہ اب وقت آخر ہے مگر وہ رات اور دن
اور اگلی رات اور دوپہر جمعرات کے اسی کیفیت پر گذرے اسوقت مین سب احباب
امروہہ۔ مرادآباد۔ میرٹھ۔ سہارنپور۔ گنگوہ۔ نانوتہ وغیرہ سے جمع ہو گئے تھے چوتھی
جمادی الاولے سنہ بارہ سو ستانوے ہجری ۱۲۹۷ھ جمعرات کو بعد نماز ظہر جانکاہ دم آخر ہو گیا
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ایک قیامت ہو گئی گھر مین وسعت نہ تھی مدرسہ مین لاکر

رحلت مولویصاحب نور اللہ مرقدہ

جنازہ رکھا اور بعد غسل وکفن باہر شہر ایک قطعہ زمین کا حکیم مشتاق احمد صاحب نے
خاص قبرستان کے لئے اوسیوقت وقف کردیا وہان اول مولانا صاحب کو دفن
کیا مغرب سے پہلے نماز ہوئی باہر شہر کے میدان مین نماز ہوئی اتنا مجمع
ان بستیون مین کبھی دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا بعد مغرب دفن کیا اور اُس خزانہ
خوبی کو سپرد زمین کر دیا اور ہاتھ جھاڑ کر چلے آئے مولویصاحب کے انتقال
کا ساغم والم کبھی نہین دیکھا تھا ایک ماتم عام تھا ہر چند شور وغوغا اور سر پیٹنا
اور کپڑے پھاڑنا نہ تھا کیونکہ بہ برکت صحبت مولانا جتنے لوگ تھے حدود
شرعی سے باہر ہوتے تھے مگر ایسا غم عام ہمنے دیکھا نہ سُنا اللہ تعالیٰ
درجات عالی جنت مین نصیب فرماوے اور جوار خیر مین جگہہ دیوے جناب
مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سلمہ کو منگل کے روز خبر گی بدھ کے دوپہر
سے پہلے مولویصاحب تشریف لائے اور جمعہ کے روز سہارنپور کو تشریف
لے گئے مولوی صاحب کو یہہ ایسا صدمہ ہوا ہے کہ اس سے زیادہ کیا متصور
ہو اگر ایسے ضابطہ کہ سکوت اور نماز مین اکثر گذرتی رہی مولوی صاحب
کی طبیعت پہلے سے بھی ناساز تھی اب یہہ صدمہ ہوا سہارنپور پہونچکر شنبہ
کے روز جناب مولوی احمد علی صاحب کا انتقال ہو گیا یہہ آفت پر آفت اور
مصیبت پر مصیبت ہوگئی مگر مولوی صاحب کے صدمہ کے جنب اور مقابلہ
مین یہہ صدمہ بہت ہی کم ہو گیا ورنہ خدا جانے اسکا کتنا صدمہ ہوتا جناب
مولوی صاحب نے دو صاحبزادے چھوڑے ایک میان احمد جنکی عمر
اٹھارہ برس کی ہے شادی ہو گئی طالب علمی مین مصروف ہین بحمد اللہ

مولوی احمد علی صاحب کا انتقال

احوال صاحبزادہ

ذہن عمدہ طبیعت تیز مزاج سنجیدہ ہے مولانا کے قدم بقدم خدا تعالےٰ
کرے اور ویسی ہی شہرت اور عزت خدا نصیب کرے اور صلاح وتقویٰ
اور نشر علم وخیر انکی ذات سے فرماوے چھوٹے صاحبزادے میان
محمد ہاشم آٹھ برس کی عمر بہت ذہی ہوش مستقیم مزاج ہین قرآن شریف
حفظ کر رہے ہین اللہ تعالےٰ کمالات ظاہری اور باطنی نصیب فرماوے
اور تین صاحبزادیان ہین ایک بی بی اکرامن یہہ سب سے میان احمد سے
بھی بڑی ہین مولوی صاحب کی اول اولاد یہی ہین نکاح انکا جناب
مولوی صاحب نے میان پیرجی مولوی عبد اللہ صاحب سے کیا ہے یہہ
احقر کے ہمشیرہ زادے ہین اور اولاد مین شاہ ابو المعالی انبہٹوی کے
ہین اور مولوی انصار علی صاحب مرحوم کے بیٹے ہین احقر سے اکثر کتابین
پڑھی ہین اور جناب مولوی صاحب سے بھی پڑھا ہے نہایت عمدہ آدمی
ہین انکے تین لڑکیان اسوقت موجود ہین اللہ تعالےٰ انکی نسل مین برکت
کرے مولوی صاحب کی سب اولاد مین صلاح وخوبی عام ہے اخلاق
عمدہ مہمان نوازی عادت مستمرہ ہے ان سے چھوٹی بی بی رقیہ ہین
ان کا نکاح مولوی پیرجی محمد صدیق سے کیا ہے یہہ مولوی صاحب کے
ماموں مولوی امین الدین صاحب مرحوم کے نواسے ہین اور اولاد مین حضرت
شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ہین نہایت نیک اور سنجیدہ مزاج
ہین ان کے ایک لڑکا ہے جناب مولوی صاحب نے دونوں لڑکیوں کا
نکاح بالکل سنت کے موافق کیا بدون اطلاع کسی کے جمعہ کے روز بعد جمعہ نکاح

کردیا البتہ جناب مولوی رشید احمد صاحب کو بلوالیا تھا اور انکو غالباً اطلاع
فرمادی تھی اور کسیکو خبر نہ تھی اور نہ کچھہ جہیز وغیرہ کی فکر کی گئی مگر بعنایت
خداوندی دونون کے پاس زیور کپڑا جیسے ہماری برادری مین ہوا کرتا ہے
موجود ہے نہایت خوش وخورم گذران ہے اللہ کا شکر اور احسان ہے۔
چھوٹی صاحبزادی بی بی عائشہ انکی عمر چار برس کی ہے مولوی صاحب کو انسے
بہت محبت تھی بخلاف اور اولاد کے مولوی صاحب انکو پاس بٹھلا لیتے اور
انسے باتین کرتے اللہ تعالے عمر وصلاح نصیب فرمادے یہہ اس عمر پر بہت ہوشیار
اور خوش مزاج ہین اللہ تعالے اور مزید فرمادے۔ جناب مولویصاحب سے بہت سے لوگونکو
نسبت شاگردی ہے مگر عمدہ انمین سے ایک مولوی محمود حسن صاحب فرزند کلان مولوی
ذوالفقار علیصاحب دیوبندی ہین اکثر کتابین مدرسہ دیوبند مین پڑہین اور حدیث مولانا
کیخدمتمین حاصل کی اور تکمیل وہان ہوئی مدرسہ دیوبند کیطرف سے انکو دستار فضیلت
اول بار بندہی دوسرے مولوی فخرالحسن صاحب گنگوہی ہین وارستگی مزاج مین مولانا کے
قدم بقدم بلکہ کچھہ بڑہکر ہین عمدہ استعدادی انہون نے بھی مدرسہ دیوبند مین تحصیل
کی ہے اور اول جناب مولوی رشید احمد صاحب سے تحصیل کی تھی۔ تیسرے مولوی احمد حسن
امروہی انسے مولانا کو کمال محبت تھی نہایت عمدہ ذہن وذکا اور اعلے درجہ کی عمدہ استعداد
ہے اور جناب مولانا سے کمال مناسبت ہے اور ان صاحبونکے علاوہ مولانا کے بہت سے شاگرد
ہین۔ مولانا باوجود اجازت حضرت حاجی صاحب مخدوم مکرم وقبلہ ایک زمانہ تک کسیکو بیعت
نکرتے تھے پھر آخر بہت تاکید کی بعد چند لوگ بیعت ہوے اور بہت سے انمین محنتی صاحب
حال ہین مگر مولویصاحب نے کسیکو اجازت نہین فرمائی اور اب آخر مین بیعت سے انکار

فرماد یتے تھے اگر کوئی طالب ہوا کچھہ وظیفہ بتلا دیتے جیسے مولانا کے شاگرد اور مرید فدائی اور
جان نثار خادم ہین ایسے کہان ہوتے ہین حالانکہ مولانا سبکی ساتھہ دوستانہ اور برابری کا سا برتاؤ
رکھتے تھے بلکہ تعظیم و تکریم سے گھبراتے تھے۔ بعد انتقال جناب مولویصاحب بہت سی
تاریخین اکثر صاحبون نے نکالین سبکا یہان ذکر کرنا طول ہی انمین دو مادے پسند احقر ہوے
ہین انکو ذکر کرتا ہون۔ ایک خود احقر نے نکالا ہی کیا چراغ گل ہوا اور اسکو نظم بھی کیا ہی
کئی طور پر اور دوسرا مادہ نہایت عمدہ بغایت پسندیدہ مولوی فضل الرحمن صاحب دیوبندی
نے بھی نکالا ہی۔ وفات سرور عالم کا یہہ نمونہ ہی۔ مولویصاحب نے ایک قطعہ نظم بھی فرمایا
ہی جسکا یہہ ایک مصرعہ ہی اور دونون بزرگونکی وفات کی تاریخ عبدالرحمن خانصاحب مالک مطبع
نظامی کانپور نے نہایت عمدہ نکالی ہی یہہ ہی رضی اللہ عنہما دائما۔ اور احقر نے یہہ مادہ
اسکے لیے پایا ہی۔ مصیبت پر آئی مصیبت فقط۔ اب دعا پر ختم کلام کرتا ہون۔ یا اللہ
یارب یا کریم اپنے فضل عمیم و عنایت عام و تفضل تام سے ان حضرات کو اعلی علیین مین
مقام کرامت فرما اور ہم پس ماندونکو انکے طریق مستقیم ہدایت پر استقامت نصیب فرما
اسی پر زندہ رہین اور اسی پر مرین اور اسی پر حشر ہو۔ آمین ثم آمین۔

ضمیمہ مختصر اسکا یہہ ہے۔ واضح ہو کہ یہہ جو کچھہ حالات مولوی محمد یعقوب صاحب نے تحریر فرمائے ہین وہ اپنی معیت کے ہمراہی کے
زمانہ کی لکھی ہین باقی اور حالات اور انکی کرامات بہت ہین جنکو کسیوقت مین بطور ضمیمہ اس کتاب کی آخر مین شایع کیا جاویگا۔
انکی تصنیفات سے جو اسوقت کتابین چھپ گئی ہین وہ سب اس مطبع مین بھی موجود ہین جنکی تفصیل یہہ ہی۔ آب حیات
حجۃ الاسلام۔ قبلہ نما۔ تصفیۃ العقائد۔ دلیل محکم۔ رسالہ تراویح۔

بفضلہ تعالی یہہ رسالہ سوانح عمری متضمن حالات فیض انتساب کرامت مآب جناب حاجی مولانا مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم
نانوتوی مؤلفہ جناب مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم بساعت مسعود حسب الارشاد مولانا حافظ محمد عبدالاحد صاحب مالک
مطبع مجتبائی دہلی کارپردازان مطبع کے اہتمام سے بماہ ذی قعدہ ۱۳۱۱ ہجری مطبع مجتبائی
دہلی مین طبع ہوا